مدیر کے نام

حمیداللہ خٹک ' کرک

پرویز مشرف نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر محبِّ وطن نہتے عوام کا خون بہایا اور فوج اور عوام کو آپس میں لڑا کر نفرت کی دیواریں کھڑی کیں، اور اس ذلت آمیز غلامی پر ندامت کے بجاے بانگ دہل کہا کہ 'امریکا ہماری خدمات کا معاوضہ ادا کرتا ہے'' ۔ گویا پاکستان اور اس کی فوج بھاڑے کے ٹٹو ہیں کہ جو چاہے پیسے دے کر اس سے اپنے کام کرالے۔ یہ معاوضہ بھی کیا ہے؟ دی پوسٹ (۲ مارچ ۲۰۰۸ء) کے مطابق: امریکی کانگرس کمیٹی کے سامنے جو اعداد و شمار آئے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ پاکستانی فوج کے ہر سپاہی پر جو اس نام نہاد جنگ میں استعمال ہو رہا ہے، ۶۵۰ ڈالر ماہانہ خرچ آ رہا ہے، جب کہ امریکا اپنے ہر فوجی پر افغانستان میں ۸۰ ہزار ڈالر اور عراق میں ایک لاکھ ڈالر فی سپاہی خرچ کر رہا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں: ع قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند۔ کیا ایسے لوگ قابلِ مواخذہ نہیں؟

صابر حسین ' ہری پور

'توہین آمیز خاکوں کی مکرر اشاعت' (اپریل ۲۰۰۸ء) کے حوالے سے عرض ہے کہ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ممکنہ عملی اقدامات اٹھائے جائیں۔ ڈنمارک کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی بات کی گئی ہے، مناسب ہوگا کہ ان کی مصنوعات کی فہرست جاری کی جائے تاکہ بھرپور بائیکاٹ کیا جاسکے۔ ایک مؤثر صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ڈنمارک کے سفارت خانے کو اتنے خطوط لکھے جائیں کہ ان کے سفارت کار اپنی حکومت کو توجہ دلانے پر مجبور ہو جائیں۔ ایک احتجاجی خط/ ای میل/ ایس ایم ایس تو ہر محبِّ رسولؐ ضرور بھیج سکتا ہے۔

بلال احمد ' کوئٹہ

'اسلام کی روشنی تک!' (اپریل ۲۰۰۸ء) سے یہ احساس تازہ ہوا کہ کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کس پر کیا چیز اثر کرے اور وہ ہدایت کی روشنی میں آ جائے۔ محمد سعید قلیوں کو نماز باجماعت پڑھتے دیکھ کر اسلام کی طرف آ گئے۔ صاحبِ علم اور دانش ور تھے اس لیے اسلام کی اتنی خدمت کی اور اتنے مبلّغ تیار کیے۔ ساری دنیا میں ہر طرف قبولِ اسلام کی ایک لہر ہے۔ اس کا سائنسی مطالعہ ہونا چاہیے۔

ظہیر احمد ' کراچی

'اسلام اینڈ سیکولر مائنڈ' (اپریل ۲۰۰۸ء) پر لکھتے ہوئے تبصرہ نگار نے مولانا مودودی علیہ الرحمہ کے ساتھ مغرب کا مطالعہ کرنے والے جن افراد کے سلسلة الذهب کا ذکر کیا ہے، یعنی عبدالحمید صدیقی، خرم مراد اور پروفیسر خورشید احمد، اس میں غالباً ایک نام سہواً رہ گیا ہے، یعنی نعیم صدیقی۔